P. O. REG. No. A 922

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڈھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنے | سالانہ چندہ دو روپے

جلد ۱۰ | ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۵۱ء | ایڈیٹر- قاضی عبدالغفار | ۶ ربیع الثانی ۱۳۷۰ ہجری | نمبر ۲۶

کچھ گزری ہوئی باتیں

"کسی صوبے ضلعے یا جنتا پر ایک بھاشا یا ہندی کے ایک ہی روپ کو لادنے کا جتن کرنا دیش کی سب سے بڑی بھلائی کے لئے زہر ہے۔"

(مو۔ک۔ گاندھی)

(ہریجن سیوک۔ ۲ جولائی ۱۹۴۷ء)

کچھ اپنی باتیں

گندگی کا بیوپار

ہماری صحافت کا ایک تاریک گوشہ یہ ہے کہ جس صحافت کو عوام کے اخلاق اور اعمال کا محافظ اور رہنما ہونا چاہئیے وہی چند پیسوں کے نفع کے لئے جنسی دواؤں کے گندے اشتہار اپنے صفحات پر شائع کر کے اس معزز پیشہ کے دامن پر ایک بدنما دھبہ لگاتی ہے۔ دوسری زبانوں کی صحافت کا حال تو ہمیں کچھ زیادہ معلوم نہیں لیکن اردو صحافت کے متعلق تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس کے بعض گوشوں میں جنسی گندگی کے جراثیم خوب پرورش پاتے رہتے ہیں۔

حال ہی میں ہمارے وزیر اعظم نے اس گندگی کا ذکر کیا تھا لیکن شاید وہ اردو صحافت سے اسقدر واقف نہ ہونگے کہ ہمارے حلقہ میں اس گندگی کی گہرائیوں تک پہنچ سکیں۔ غضب یہ ہے کہ مذہبی تقدس کے دامنوں پر یہ دھبے نظر آتے ہیں۔ مثلاً ایک مذہبی رسالہ کی تازہ اشاعت سے چند اشتہاروں کے عنوانات ہم نقل کرتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ اس رسالہ کے بعض مضامین کے عنوانات بھی پیش کئے دیتے ہیں تاکہ مذہبی تقدس کا اس گندگی سے تقابل ہو جائے! رسالہ کے مضامین کی "پاکی" کا اندازہ ان عنوانات سے کیجئے:-

سلام بحضور سید الشہدا (نظم)

امام حسین علیہ السلام کی جناب میں

حق و باطل

حضرت امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ
کرامات اولیاء
یاد حسین
پیام رسول اکرم کی امت کے نام
اسلام سے بہتر کوئی مذہب نہیں
منتخبات القرآن
معارف الحدیث

خود اپنی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے :-

"اولیا و اصفیا و خاصان خدا کی عظمت و محبت کو دلوں کی گہرائیوں تک پہنچانیوالا"

"منتخبات القرآن" اور "معارف الحدیث" اور "یاد حسین" کے پہلو بہ پہلو گویا "اولیا و اصفیا و خاصان خدا کی عظمت و محبت" کے جواب میں جو اشتہاری سرخیاں آن صفحات پر نظر آتی ہیں انکے بھی چند نمونے ملاحظہ ہوں :-

"جوان و حسین عورتیں کیوں بوڑھی معلوم ہوتی ہیں"
"ماہواری ایک دن میں جاری"
"دربا نہ اپنی"
"مرد عورت"
"پرستان کا نظارہ"
"ننگی جوانی"
"عیش کی دنیا ۔ فریق ثانی کے حسن کو تیز کرتی ہے"
"سوزاک"
"حمل سے بچنے کی اکسیر دوا"
"قوت مردمی بخشنے والی"
"معجون مقوی باہ"
"طلائے نشاط"
"معجون مغلظ"
"معاون شب ثانی"
"طلائے یک شب"
"حبوب عشرت"

"چالیس سالہ عورت سولہ سالہ دلہن بن سکتی ہے"

ذرا تقابل کیجئے اس شاعت میں ایک صفحہ پر "کرامات اولیا" "یاد حسین" "منتخبات القرآن" اور "معارف الحدیث" کا "معجون مقوی باہ" اور "طلائے نشاط" سے! اور غور کیجئیے کہ اس رسالہ کی دوکان پر انسانی اور اسلامی اخلاق کتنے سستے داموں بک رہا ہے! دنیا کی کسی صحافت کے لئے ایسے اخباروں اور رسالوں کا وجود قابل فخر نہیں ہو سکتا بلکہ ہو سکتا ہے تو قابل شرم ہوسکتا ہے ۔

جہاں تک ہمیں معلوم ہے ملک کے قوانین میں بھی اس قسم کی فحش فروشی کے انسداد کے کافی ذرائع موجود ہیں لیکن پھر بھی ہماری صحافت اور ہمارے ادب کا دامن اس جنسی گندگی سے پاک نہیں ہوتا اور اس قسم کے اشتہاروں سے نہ صرف اخباروں اور رسائل کی اخلاقی پستی کا مظاہرہ ہوتا ہے بلکہ آن عوام کے گندہ کی ذوق مذاق کا بھی پتہ چلتا ہے جو آن اخباروں اور رسالوں کو خریدتے ہیں اور اسطرح انکے وجود کو قائم رکھتے ہیں!!

ہمارے علمائے کرام جو سماجی اصلاحوں کے کام میں مصروف سمجھے جاتے ہیں فحش کی اس دوکانداری کے خلاف کوئی اخلاقی جہاد کیوں نہیں کرتے جبکہ ایک سانس میں خدا اور رسول کا نام لیا جا رہا ہے اور دوسرے ہی سانس میں "طلائے یک شب" اور "حبوب عشرت" کی جوبولی بان کر جارہی ہیں!! اور یہ سب چند پیسوں کی خاطر ہورہا ہے!! انہیوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اس شرمناک لٹریچر کے خلاف ایک محاذ قائم کریں ۔

ایک اور عجیب بات ہے کہ جو لوگ اپنے کو ترقی پسند ادیب کہتے ہیں (مگر ہیں نہیں)

اونکے ادب اور شاعری میں جنسیات کے متعلق ذراسی لغزش پر بھی ان دوستوں اور بزرگوں کو غصہ آجاتا ہے اور سارا ترقی پسند ادب ہی اونکی بارگاہ میں مردود قرار پاتا ہے، لیکن گندگی کے یہہ جو بچے اور تالاب اپنی عفونت پھیلاتے ہیں اور ترقی پسند ادب کو بعض ایسے ادیبوں کی لغزش پر جو بلاشبہ ترقی پسند نہیں ہیں صبح شام اخلاق سوزی کے طعنے دئے جاتے ہیں۔ ان دوستوں اور بزرگوں سے کوئی کہے کہ ترقی پسند ادب میں معجون مقوی باہ منتخبات القران اور رموز کے پہلو بہ پہلو "طلائے یک شب" اور "محبوب عشرت کہاں ہے!" اردو صحافت کے نام نیک کو اس رسوائی سے بچانے کی کوئی ترکیب تو ہونی چاہئے۔

مردم شماری

عنقریب ہند میں مردم شماری ہونے والی ہے، مردم شماری میں ہر فرقہ اور جماعت کی مادری زبان بھی لکھی جائیگی، جس سے بعد میں یہہ ثابت ہوگا کہ کون زبان کس علاقہ میں زیادہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اردو کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہہ پیدا کی گئی ہے کہ اسے کسی علاقہ کی زبان تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اردو کے حامیوں کو اور ان لوگوں کو جنکی مادری زبان اردو یا اردو کی آسان شکل ہندستانی ہے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان یا سکھ اس مردم شماری میں یہہ ثابت کرنے کا موقع ملیگا کہ سب سے زیادہ آندھرا پردیش میں یہی زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے اس لئے ہماری زبان کے تمام حامیوں اور دوستوں اور انجمن کی تمام شاخوں کو اس بات کا پورا لحاظ رکھنا چاہئیے کہ زبان کے خانے میں صحیح اندراجات کرائے جائیں اور ایسا نہ ہو کہ اونکی غفلت سے غلط اندراجات ہو جائیں اور اسطرح خود ان ہی کی بے پرواہی سے ہماری زبان کی حرکت ختم اور آئندہ سے آندھرا پردیش کی علاقہ واری زبان ثابت کرنے کے قابل نہ رہیں۔ اس موقعہ پر غفلت کرنا خود اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہے۔ اس لئے ہم تمام اضلاع میں انجمن کی شاخوں اور دوسرے دوستوں کو خبردار کرتے ہیں کہ وہ اس کام سے غافل نہ رہیں۔ مردم شماری سے پہلے انہیں اپنے اپنے حلقہ اثر میں عوام کو خبردار کر دینا چاہئے۔

ہلکے ہلکے اشارے

ایک افسوسناک خبر یہہ سنی گئی (راوی بمبئی کا اخبار خلافت ہے) کہ شری پرشوتم داس ٹنڈن نے سردار پٹیل کے تعزیتی جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اپنی تقریر میں ایک اردو کا شعر پڑھا!

............معاصر خلافت کا یہہ بیان ہے کہ بمبئی کے وزیر اعظم مسٹر کھیر نے اس موقعہ پر جو تقریر کی وہ سیدھی سادھی اور آسان اردو تھی جسکو سننے والوں نے بخوبی سمجھا لیکن ٹنڈن جی کی تقریر کو سمجھنے والے جلسہ میں بہت ہی تھوڑے تھے

............"خلافت" کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ :-

"ٹنڈن جی یوپی کے رہنے والے ہیں اور بالا صاحب کھیر بمبئی کے باشندے ہیں مگر راقم الحروف یوپی کا باشندہ ہونے کے باوجود ٹنڈن جی کی تقریر کو پورے طور پر نہیں سمجھہ سکا اور کھیر صاحب کی تقریر کا حرف حرف سمجھہ میں آرہا تھا گویا کھیر صاحب یوپی کے باشندے ہیں اور ہندستانی بول رہے ہیں۔"

............غور کیجئے تو اس معاملہ میں ہندو کھیر صاحب ہی کا ثابت ہوتا ہے"

............ہم اس بات کا یقین تو نہیں کرتے لیکن اسی معاصر نے یہہ خبر بھی شایع کی ہے کہ :

"ٹنڈن جی نے جب دیکھا کہ بمبئی کے لوگ ان کے "بھاشن" کو سمجھنے سے قاصر ہیں تو انہوں نے اپنی تقریر میں اچانک یہہ

تبدیلی شروع کی نہ جانے کیوں وہ اردو کا لفظ بولتے تھے اور پھر اس کے ساتھ ہی اس کا ہندی ترجمہ بھی ارشاد فرما دیتے تھے' مثلاً آپنے اپنی اس تقریر میں مذہب ، تہذیب ، تمدن ، شاعر ، پاسبان ، برکات ، خیال ، تنقید ، حفاظت ، عادت اور اسی قسم کے الفاظ تو محض اس لئے استعمال فرمائے کہ لوگ آپ کی باتیں سمجھہ لیں - مگر چونکہ ان الفاظ کا استعمال کرنا ہندی کے اصولوں کے خلاف تھا اس لئے آپ نے ان میں سے ہر لفظ استعمال کرنے کے بعد اس کا ترجمہ بھی ارشاد فرما دیا تاکہ شدھ ہندی کی شان بھی باقی رہے اور تقریر بھی موثر ہو جائے -

.... حال ہی میں جب ٹنڈن جی دہلی میں سردار پٹیل کے متعلق ایک تقریر فرما رہے تھے تو ہم نے سنا (اپنے کانوں پر ہمیں اعتبار نہیں !) کہ موصوف نے ایک خالص اردو کا شعر پڑھا جس میں کچھہ "ملک عدم کے رہرو" کا ذکر تھا - باقی تقریر سب شدھ ہندی میں تھی !

...... اردو کے شعر کا ہندی کی تقریروں میں بے اختیار پڑھا جانا اور وہ بھی ٹنڈن جی کی زبان سے ایک مہا پاپ ہے جس سے اردو اور ہندی کا وہ رشتہ ظاہر ہوتا ہے جسے ٹنڈن جی تسلیم نہیں کرتے !! - البتہ مہاتما جی تسلیم کرتے تھے (یہہ بات آج کل کہنے کی نہیں !)

...... ڈاکٹر امرناتھہ جھا نے متھرا کے ایک کالج میں تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ہر شہری کو کم از کم دو زبانیں سیکھنا چاہیں - ایک سرکاری زبان اور دوسری کوئی اور زبان -

...... مگر اس کو کیا کیجئے کہ اتر پردیش میں سرکاری زبان ہی عوام کی مادری زبان بتائی جا رہی ہے - تو پھر اب کونسی علاقہ واری زبان ایسی ہے جسے اتر پردیش کے لوگ سیکھیں ؟ بنگالی ؟ مرہٹی ؟ تامل ؟ یا دستور کے شیڈول کی چودھویں زبان ؟ - ہم اس کا نام نہیں لیتے !!

.... حکومت حیدرآباد کے دفتروں میں ناموں کے بورڈ جو اب تک اردو اور انگریزی میں لکھے جاتے تھے اب صرف ہندی میں لکھے جائینگے - وہاں کے اخباروں نے اس واقعہ کا تعجب اور افسوس کے ساتھہ ذکر کیا ہے - لیکن انہوں نے یہہ نہیں سوچا کہ تعجب اور افسوس کا یہہ محل نہیں ہے - اس وقت اردو کے ۴۰ روزنامے حیدرآباد سے نکل رہے جس وجہ سے اردو زبان پھیلتی ہے' خود ان ہی ۴۰ کا وجود ہماری نظر میں غیر ضروری ہے ! اب رہا یہہ امر کہ آخر ان ۴۰ روزناموں کو اردو پڑھنے والے کہاں سے ملتے ہیں تو لامحالہ یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ ملک میں اردو پڑھنے والوں کی تعداد بہت ہے - اب جب تک کہ اردو زبان کے جراثیم تقسیم کرنے والے ان ۴۰ اخباروں کا وجود ختم نہ ہو محض دفتر کے بورڈ پر اردو کے بجائے ہندی لکھہ دینے سے کیا فائدہ -

.... لیکن آج کل یہہ باتیں کچھہ فضول سی ہیں تاہم سرکاری ارباب کار کی طرف کیوں اشارہ نہ کریں -

کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم ؟

...... ہندستانی کے سرجنوں کی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے' اس کے صدر نے کہا کہ :-

"ہمارے علم کے لئے انگریزی جاننا بہت ضروری ہے جہاں تک ہمارے علم ہے کسی بھی ہندستانی زبان میں ڈاکٹری کے متعلق کسی مضمون کی کتاب نہیں ہے - مرکزی حکومت کے لئے ضروری ہے کہ وہ انگریزی زبان کے متعلق ایک صحیح پالیسی کا اعلان کرے - اگر انگریزی زبان کو ختم کر دیا گیا تو ہمارے لئے جدید ڈاکٹری اور سرجری کے اچھے معیار کو قائم رکھنا قطعی طور پر ناممکن ہو جائیگا ......"

اب سوال یہہ ہے کہ کیا ڈاکٹری اور سرجری کا جاری رکھنا اس ملک میں اتنا ضروری ہے کہ اس کی خاطر زبان کے اہم مسئلہ کو (جس طرح کہ وہ طے ہوا ہے) خراب کیا جائے۔ یقیناً اگر ہم علاج معالجہ کا سلسلہ بالکل بند کر دیں تو اس کے ساتھہ ہی یہہ کم بخت انگریزی ختم ہو سکتی ہے! صحت کے متعلق بہت سے ایسے مفید اصول ہماری کانگریس کے محترم صدر نے بتادیے ہیں کہ اگر ہم ان کو گرہ میں باندھ لیں تو کیسے ڈاکٹر اور کیسے طبیب!!

اردو کے لئے رومن رسم خط

اردو زبان کا اصل اور مستقل رسم خط تو وہی ہے اور رہے گا جو ابتدا سے چلا آرہا ہے۔ لیکن ساتھہ ہی یہہ واقعہ بھی ہے کہ دیس کے اندر ایک بڑھتی ہوئی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو دلچسپی کے باوجود اجنبی رسم خط کے باعث اردو سے ناواقف رہتے ہیں۔ اگر ہم اپنی زبان ان تک پہنچانا چاہیں تو اسے اردو رسم خط کے ذریعہ نہیں پہنچا سکتے۔ ان لوگوں کے لئے رومن لکھاوٹ زیادہ موزوں اور سہل ثابت ہوگی۔

اردو کو رومن رسم خط میں لکھنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ غدر کے بعد سے ہندستانی فوجوں اور یہاں کے انگریز افسروں میں اردو زبان اسی لکھاوٹ کے ذریعے سے جاری تھی اور ہندستانی فوج میں اب بھی جاری ہے۔ فوجی اخبار جن مختلف زبانوں میں چھپا جاتا ہے ان میں سے ایک اردو بھی ہے اور اس غرض کے لئے جو لکھاوٹ استعمال کی جاتی ہے وہ اردو بھی ہے اور رومن بھی۔ جنوبی ہند میں ہر مذہب و ملت کے ایسے لوگوں کی خاصی تعداد ہے جن کی مادری زبان انگریزی ہے۔ لیکن جنہیں بازاروں میں اپنے روز مرہ کاروبار کے لئے اردو بول چال ہی سے کام لینا پڑتا ہے۔ آبادی کے ایسے تمام طبقوں میں اردو زبان اور لٹریچر کو مقبول بنانے کے لئے رومن لکھاوٹ کا استعمال ناگزیر ہے۔ مزید براں جو غیر ملکی اشخاص ہندستان کی عام بول چال کی زبان یعنی اردو سیکھنا چاہیں ان کے لئے بھی آسانی اسی میں ہے کہ انہیں رومن حرفوں میں یہہ زبان سکھائی جائے کیونکہ وہ پہلے سے ان حرفوں کو جانتے ہیں اور نئے حروف سیکھے بغیر اپنی ساری توجہ صرف زبان سیکھنے پر صرف کر سکتے ہیں۔ بہ ہر حال خاص خاص اغراض کے لئے رومن رسم خط کو اپنانے میں نہ صرف یہہ کہ کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ وہ اردو زبان کو پھیلانے کے طریقوں میں سے ایک اہم طریقہ ہے۔

لیکن اکثر یہہ دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ اردو زبان کو رومن حرفوں میں لکھتے ہیں وہ آپسے ایک ہی معین طریقے پر نہیں لکھتے مثلاً کام، چیز، چونا، ان تین لفظوں کو دیکھیے کہ وہ کتنی طرح پر لکھے جاتے ہیں۔

کام	kām kaam kam
چیز	chīz cheer chiz
چونا	chūna choona chuna

اس قسم کی اور بھی بیسیوں مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے پڑھنے والے کو بڑی حیرانی ہوتی ہے۔ حالانکہ ہماری یہہ کوشش ہونی چاہئے کہ سیکھنے اور سکھانے کے ایسے آسان طریقے اختیار کئے جائیں جن سے غیر زبان داں سہولت کے ساتھہ صحیح اردو سیکھہ سکیں۔

اس مقصد کو سامنے رکھہ کر انجمن ترقی اردو (حیدر آباد) نے بہت کچھہ سوچ بچار کے بعد رومن رسم خط کی اسکیم تیار کی ہے جو اب پبلک کے سامنے پیش ہے۔ انجمن کی یہہ استدعا ہے کہ صاحب نظر حضرات اس اسکیم پر غور فرما کر اس کے بارے میں اپنے مفید مشوروں سے آگاہ فرمائیں۔ تاکہ اس طرح ماہرین کی رائے سے ایک معیاری رومن رسم خط مقرر کر لیا جائے جو سب کے لئے قابل قبول ہو اور اس کے بعد اردو زبان کی جتنی کتابیں رومن حروف میں شایع ہوں وہ اسی معیاری رسم خط کے مطابق شایع ہونے لگیں۔

اسکیم درج ذیل ہے:-

(الف) صحیح حروف

ب	b	پ	p	ت.ط	t
ٹ	ṭ	ث.س.ص	s	ج	j
چ	c	ح	h	خ	x
د	d	ڈ	ḍ	ذ.ز.ض.ظ	z
ر	r	ڑ	ṛ	ژ	ž
ش	ś	غ	ġ	ف	f
ق	q	ک	k	گ	g
ل	l	م	m	ن	n
				ں (غنہ)	ṅ

(ب) نیم صحیح حروف

ا	a	و	w	یا	v	ی	y
		لیکن v قابل ترجیح					

(ج) حروف علت

چھوٹے		لانبے	
a..........		آ	ā
i..........		ی	ī
اور			
e		ے	ē
u..........		وٗ	ū

و = o

۱۔ انگریزی زبان میں بڑے اور چھوٹے حرفوں میں فرق کیا جاتا ہے اور ان کے استعمال کے خاص قاعدے مقرر ہیں۔ ہمیں اس فرق کو قائم رکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر کوئی چاہے تو محض آرائشی اغراض کے لئے بڑے حرف استعمال کر سکتا ہے مگر ان کی بھی شکل وہی ہونی چاہئے جو چھوٹے حرفوں کی ہوتی ہے۔

۲۔ اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ ہاتھ سے لکھنے کے حروف علیحدہ ہوں اور چھاپنے یا ٹائپ کرنے کے حروف علیحدہ۔ اس فرق کو بھی جہاں تک ہو سکے مٹانا چاہئے۔

۳۔ انگریزی زبان میں اوقاف کی جو علامتیں استعمال ہوتی ہیں انہیں اختیار کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

۴۔ انگریزی حروف تہجی میں دہرے حرف علت ہوتے ہیں جنہیں ڈفتھانگ diphthonqs کہتے ہیں۔ اردو میں دراصل ایسے حرف نہیں ہوتے۔ اس لئے ہر لفظ کی آواز کے مطابق دو دو حروف علت کو ملا کر "جیسا بولو ویسا لکھو" کے اصول پر کام نکالنا چاہئے۔ مثلاً عینک کے لئے aenak- ایوب کے لئے aiyub- اوباش کے لئے aobaś- گئو کے لئے gaū-

نوٹ: جو اسکیم اوپر پیش کی گئی ہے اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی علیحدہ ٹائپ رائٹر بنوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ امریکا کی ریمنگٹن کمپنی کے بنائے ہوئے انٹرنیشنل ٹائپ رائٹر میں وہ تمام حروف اور نشان موجود ہیں جن سے اس اسکیم میں کام لیا گیا ہے۔

حبیب الرحمن
معتمد اعزازی
انجمن ترقی اردو (حیدرآباد)
حمایت نگر۔ حیدرآباد (دکن)

جشن یوم اقبال

حسب معمول امسال بھی اردو لٹریری سوسائٹی نے سینٹ زیویرس کالج بمبئی میں "یوم اقبال" بتاریخ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۵۰ع کو منایا۔ جناب خان صاحب محمد طاہر جے، پی، ایم، بی، ای نے صدارت فرمائی۔ اردو ڈرامے اور لیکچر بالخصوص "اقبال اور ہندوستان" کو بہت پسند کیا گیا۔ جس کی کامینٹری پروفیسر گوریکر (Prof. Gorekar) نے پیش کی۔

اپنی صدارتی تقریر میں خان صاحب محمد طاہر نے اردو کی تدریجی ترقی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اردو کا مستقبل روشن ہوگا اگر اردو دان طبقہ کے ساتھ عوام نے بھی دلچسپی لی۔ شکریہ کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

سینٹ زیویرس کالج بمبئی کے طلبہ اور پروفیسر نظام الدین گوریکر ایم۔ اے بالخصوص قابل مبارکباد ہیں کہ بمبئی میں اردو کی ترقی و اشاعت کی خاطر ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور امید ہے کہ اردو کی تبلیغ کو جاری رکھیں گے۔

انجمن کی خبریں

علیگڈھ

زیر اہتمام انجمن ترقی اردو (ہند) شاخ علی گڈھ ایک بزم مشاعرہ بتاریخ ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۵۰ ع زیر صدارت جناب نواب عبدالصبور خان صاحب شیروانی بمقام مصری گنج (متصل سٹی پوسٹ آفس) منعقد ہوئی مقامی شعراء کے علاوہ حضرت مولانا ابو احسن گنوری اور جناب نازچھپاروی نے بھی شرکت فرمائی۔

میرٹھ

انجمن ترقی ادب کا چوتھا طرحی شاندار مشاعرہ برمکان منشی جمیل احمد صاحب صدر انجمن ھذا بتاریخ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۵۰ ع بوقت ۹ بجے شب زیر صدارت جناب علامہ شرر صاحب میرٹھی منعقد ہوا۔ جسمیں خصوصیت سے جناب حزیں، جناب افضال سرسوی، جناب حفیظ صاحب میرٹھی و نیز شعراء انجمن گہوارہ ادب نے جناب کوثر صاحب میرٹھی کی معیت میں شرکت فرما کر اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔

علیگڈھ

زیر اہتمام انجمن ترقی اردو ایک بزم مشاعرہ بتاریخ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۵۰ ع زیر صدارت جناب فیض احمد صاحب فیض بمقام "کاشانہ سلک" واقعہ محلہ نی اسرائیلان منعقد ہوئی۔ مقامی شعراء کے علاوہ خلیل الرحمن صاحب اعظمی اور انجم اعظمی صاحب نے بھی یونیورسٹی سے آکر شرکت فرمائی۔

مرادآباد

انجمن ھذا کے ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۵۰ ع کے جلسہ میں مجلس عاملہ کا انتخاب ہوا۔ مندرجہ ذیل اصحاب اتفاق آراء مجلس عاملہ کے رکن ہوئے

۱ مولوی عبدالسلام صاحب رئیس صدر
۲ جناب حافظ تنزیل الرحمن صاحب نائب صدر
۳ جناب پروفیسر رام کشن صاحب مشفق "
۴ جناب عزیز حسن صاحب بی اے جنرل سکریٹری
۵ جناب کیلاش چندر صاحب ماہر بی اے نائب ناظم
۶ جناب منشی قدرت اللہ صاحب "
۷ جناب سید مستفیض عمر صاحب بی اے، بی ٹی، ناظم دفتر

مزید برآں سات ممبران کا انتخاب ہوا۔

۱ جناب طفیل احمد صاحب انصاری
۲ جناب شاھد حسن صاحب نسیم
۳ جناب احتشام الدین صاحب بی ایس سی
۴ جناب سید اعظم علی صاحب مختار
۵ جناب شیخ عبدالسلام صاحب قریشی
۶ جناب رام چندر سنگھ صاحب وکیل
۷ جناب محمد یحیی صاحب سورتی

اپنے دیس کی خبریں

علیگڈھ

آرٹ اکیڈیمی علی گڈھ کا ایک جلسہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۵۰ ع کو اردو سیمنار میں زیر صدارت آفتاب زبیری منعقد ہوا۔

خلیل الرحمن اعظمی نے اردو کے مشہور افسانہ نگار رام لعل کا خیر مقدم کرتے ہوئے آرٹ اکیڈیمی کے مقاصد بتائے اور اسکی مختلف شاخوں کی ادبی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد پروگرام کے مطابق ادبی تخلیقات کی رپورٹ کے سلسلہ میں رام لعل صاحب نے اپنی کتاب "انقلاب آنے تک" کے متعلق یہہ بتایا کہ آسے ادبی پبلشرز بنارس شائع کر رہے ہیں جسپر آنجہانی عبدالغفار صاحب کا تعارف بھی ہے۔ اسکے بعد کچھہ نظمیں پڑھی گئیں اور مفید مضامین سنائے گئے۔ موسیقی کے پروگرام کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

آخر میں موسیقی کے پروگرام کے سلسلے میں سجاد علی احمد نے اچھے گیت سنائے۔

ہندی کو ایسا بنایا جائے جسے لوگ آسانی سے سمجھہ سکیں

حیدرآباد ۲۶ دسمبر شری جے چندر ودیالنکار

کی صدارت میں ہندی ساہتیہ سمیلن کے اجلاس کے لئے پیغام میں شری راجگوپال آچاریہ نے کہا کہ ہندی کو دباؤ یا غلبہ کا سادھن نہ بنایا جائے۔ راجاجی نے سمیلن کیلئے شبہ کامنا بھیجی اور لکھا کہ ہندوستان میں ہندی کو خاص مقام حاصل ہو گیا ہے اس لئے ہندی لٹریچر کو بہت اونچا بنانا چاہئے ہندی کا لٹریچر اتنا دھنان ہونا چاہئے کہ اس کیلئے وہی کشش پیدا ہو سکے جو ہندوستان میں اس وقت انگریزی زبان کے لئے ہے۔ راجاجی نے کہا کہ میں ہندی پریمیوں کو وارننگ دینا چاہتا ہوں کہ وہ اکثریت کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔ کوئی زبان زبردستی یا دباؤ کے ذریعے ترقی نہیں کر سکتی پارلیمنٹ کے سپیکر شری ماؤ لنکر نے اپنے پیغام میں ہندی پریمیوں کو مشورہ دیا کہ وہ زبان کو زیادہ عام فہم بنانے کی کوشش کریں۔

روزنامہ تیج دہلی مورخہ ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۵۰ ع

اسٹیٹسمین دہلی مورخہ ۵ جنوری سنہ ۱۹۵۱ ع میں "ہندوستانی زبانیں اور رسم خط" کے متعلق کلکتہ کے بھاتندر ناتھ صاحب نے بتاریخ ۸ دسمبر سنہ ۱۹۵۰ ع یہہ لکھا ہے کہ:-

کسی ایک انجمن ترقی اردو نے یہہ سفارش کی ہے کہ مصنفین اردو کو مناسب تبدیلی کے ساتھہ موجودہ رسم خط کے بجائے رومن رسم خط اختیار کرنا چاہئے تاکہ زبان کا تعلق و واسطہ موجودہ دنیا سے قریب تر ہو جائے اسی بنا پر نامہ نگار صاحب کی تجویز ہے کہ جو حضرات وطن کی زبانوں کی ترقی اور تجدد میں دلچسپی رکھتے ہیں ان سبکو ان سفارشات پر جو اس "فاضل جماعت" نے کی ہیں غور و خوض کرنا چاہئے۔

اسی تاریخ کے اسٹیٹسمین میں ایم۔ ایس منگت Mungat صاحب ساکن جہندر ضلع لدھیانہ نے صدر کانگریس شری ٹنڈن جی کی اس تجویز پر جو موصوف نے ۲۸ ویں ہندی ساہتیہ سمیلن میں دیوناگری رسم خط کے متعلق پیش کی تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ہندوستان کی تمام زبانوں کا دیوناگری رسم خط استعمال کرنا مشتبہ ہے۔ دکھنی اور پنجابی زبانوں میں یہہ خط استعمال ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اسکو استعمال کرنے سے ان زبانوں کا صحیح پڑھا جانا مشکل ہے۔

شاندار مشاعرہ

رورڑکی۔ ۲۹ دسمبر گذشتہ روز کلیر شریف میں کاشانہ احباب سہارنپور کی طرف سے ایک شاندار غیر طرحی مشاعرہ ہوا۔ جس میں بہت سے شاعروں نے حصہ لیا جن میں جناب انور صابری دیو بندی وغیرہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

زندگی اور ادب کی حدید اور جدید قدروں کا محافظ فکر و تنقید تعمیر و تخلیق اور توازن و ترقی

ماھنامہ **ایشیا** مصور
کے ترکیبی عناصر ہیں
اور اسی لئے

ایشیا ھماری تہیں عوام کی عزیز ملک ہے

ایشیا کو اردو و ہندی کے بڑے سے بڑے اور نئے سے نئے ادیب و شاعر کی حمایت و تعاون حاصل ہے ایشیا کا مفکرانہ ادب پرانے اور تازہ دم تقلیدی دم ادب سے آگے ایک نیا قدم ہے۔

وہ جماعتی پروپیگنڈے سے بلند ہو کر سماجی و معاشی قومی اور بین الاقوامی مسائل کا علمی و عملی حل پیش کرتا ہے مشرقی و ہندی تہذیب کی حفاظت ہی نہیں موجودہ سائنسی عہد کی تمام تہذیبی تر عصر صنعتوں کی تحقیق اور فروغ ایشیا کا مقصد ہے۔

ایشیا مغربی و مشرقی ادب کی نئی لہروں کے جزر و مد کا ایک پیمانہ ہے اور ادب کے ساتھہ علم کی معلومات و ترقی کا بھی دلدادہ ہے۔

ان باطنی خوبیوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنی ظاہری صورت میں بھی ناقابل مقابلہ ہے سائز $\frac{۲۰\times۳۰}{۸}$ اور حجم ۹۶ صفحات۔

مشہور اور نامشہور فنکاروں، دانشوروں اور فلمی ستاروں کی دلکش تصاویر پورے وقار اور اہمیت کے ساتھ ایشیا میں شائع ہوتی ہیں۔

رسالوں کے جمالیاتی معیار کو ترقی دینا بھی اس کا اولین فرض ہے اور وہ خود اس کوشش کا خوبصورت نمونہ ہے۔

قیمت سالانہ پاکستان و ہندستان سے آٹھ روپے قیمت فی پرچہ بارہ آنے نمونہ کے لئے (ایجنٹ حضرات کے علاوہ) بارہ آنے کے ٹکٹ آنے چاہئے۔

ملنے کا پتہ: ادبی مرکز ھند پبلشرز کورٹ رائل کرانسٹ چرچ روڈ بائیکلہ بمبئی نمبر ۸۔

آل انڈیا ریڈیو کی زبان

"جس قسم کی ھندی زبان کا پروپیگنڈا کیا جارہا ہے اسے ھند کے عوام کی زبان نہیں کہا جاسکتا ہم نہایت صفائی کے ساتھ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ آل انڈیا ریڈیو اور حکومت کے گشتی اعلانات میں جو نہایت ادق اور سنسکرت زدہ ھندی زبان استعمال کی جاتی ہے عوام کی سمجھ سے باہر ہے۔ یہہ ھرگز وہ قومی زبان (راشٹر بھاشا) نہیں ہے جسے مہاتما گاندھی اس ملک میں عام کرنا چاہتے تھے اگر ھندی کو ملک کی مشترکہ زبان قرار دینا ہے تو مشکل الفاظ اور مشکل فقروں کا استعمال نہیں کرنا چاہئے"۔

معاصر "ملاپ" نے ھمارے دل کی بات کہہ دی ہے ہم بھی اگر "قومی زبان" ھندی کی بوالعجبی پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے تو کم و بیش یہی الفاظ ہوتے البتہ راشٹر بھاشا کی تشریح میں ہم اس فقرے کا اضافہ اور کردیتے کہ "دستور میں جس زبان کو ھندی بتایا گیا ہے وہ وہی زبان ہے جسے مہاتما گاندھی ھندوستانی کہا کرتے تھے (یعنی ایسی زبان جسے ھندو مسلمان بلا تکلف بولتے لکھتے پڑھتے ہیں)"۔

معاصر "ملاپ" کی یہہ تحریر پڑھے لکھے ھندو طبقہ کے جذبات و احساسات کی ترجمانی ہے اس سے یہہ مترشح ہوتا ہے کہ آل انڈیا ریڈیو کی زبان مسلمان تو مسلمان ھمارے ھندو بھائی بھی نہیں سمجھ سکتے۔ کتنے غضب کی بات ہے کہ ریڈیو، جس کی ایجاد ہی عوام کی معلومات عامہ میں اضافہ کی غرض سے عمل میں آئی ہے، ھوا بن کر رہ گیا ہے۔

لکھنؤ یونیورسٹی کی سائنس ایسوسی ایشن کا افتتاح کرتے ہوئے ڈاکٹر ایس، ایس بھٹناگر ڈائرکٹر سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ گورنمنٹ آف انڈیا نے بھی حال ہی میں بیان کیا ہے کہ

"آل انڈیا ریڈیو میں جو زبان بولی جارہی ہے وہ سنسکرت آمیز ھندی ہے۔ بہت آسان ھندی استعمال کی جائے"۔

ہم معاصر ملاپ اور ڈاکٹر ایس، ایس بھٹناگر کے بیانات کی روشنی میں آل انڈیا ریڈیو کے ارباب اہتمام سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ قومی زبان کو مسخ کرنے کا سلسلہ کب تک جاری رکھیں گے اور وہ دن کب آئے گا جب آل انڈیا ریڈیو بھی مشترکہ زبان کی ترقی میں حصہ لینا شروع کریگا؟

(مدیر)

(ایجنٹوں سے ڈیڑھ روپیہ)

"نگار" کا آیندہ سالنامہ جنوری سنہ ۱۹۵۱ع

جو ۱۰ جنوری تک شائع ہوجائے گا

رسالہ نہیں ہے بلکہ مستقل کتاب ہے جس کا مطالعہ بھارت و پاکستان دونوں ملکوں کی حکومت اور وہاں کی تمام جماعتوں کے لئے

ان میں ضروری ہے اگر وہ صحیح معنی میں ترقی کے خواہشمند ہیں ۔

اس وقت دنیا کا اہم ترین مسئلہ اقتصادی دشواریوں کا مسئلہ ہے اور اسی مسئلہ کے سمجھنے پر حکومتوں کی بقا کا انحصار ہے ۔ پبلک اور حکومت دونوں یہی چاہتے ہیں کہ وہ ترقی کریں، ملک کی دولت بڑھے اور معیار زندگی بلند ہو، لیکن وہ سوچتے ہیں دو مختلف زاویوں سے، کیونکہ نہ پبلک کو اس بات کا صحیح علم ہے کہ اس کی راہ عمل کیا ہونا چاہئے اور نہ ارباب حکومت مرض کی صحیح تشخیص کر سکتے ہیں اور اسی لئے دونوں کے احساس اور قواء پر جمود طاری ہے ۔

جب تک کسی ایک غرض مشترک پر دونوں متفق نہ ہو جائیں، جب تک دونوں اپنے حقیقی فرائض نہ جانیں، مقصود حاصل نہیں ہو سکتا ۔ اسی غرض مشترک کا پیدا کرنا اور انہیں فرائض کے احساس کو بیدار کرنا نگار کے سالنامہ جنوری سنہ ۱۹۵۱ء کا نصب العین ہے ۔

اس وقت دنیا میں متعدد مسلم حکومتیں پائی جاتی ہیں، لیکن آپ کو خبر نہیں کہ وہ کس نازک دور سے گزر رہی ہیں، وہاں کی آبادی کس درد دکھ کی زندگی بسر کر رہی ہے اور حکومتوں کی بے حسی کا کیا عالم ہے ۔

اسی طرح آپ اس سے بھی واقف نہیں کہ خدا کی دی ہوئی کتنی دولت ان کی زمینوں میں چھپی ہوئی ہے اور وہ کس طرح رائگاں جا رہی ہے اور اس لئے نہ تو آپ اس تلخ حقیقت سے بھی آگاہ نہ ہونگے کہ مسلم قوم اس وقت کن خطرات سے دوچار ہے، اور اس کا مستقبل کس درجہ تشویشناک ہے پھر اس ذہنی جمود و تعطل کے دور ہونے کی کیا صورت ہے؟ صرف ایک اور وہ یہ کہ پہلے آپ ان حکومتوں کے صحیح موقف سے آگاہ ہوں اور اس کے بعد صحیح راستہ پر چلنے کا عزم کر لیں اور یہی دونوں باتیں آپ کو

"نگار" کے آئندہ سالنامہ میں بتائی جائینگی

اس سالنامہ کے دو حصے ہوں گے پہلے حصہ میں "مارس ہنڈس" کی مشہور عالم کتاب "ایک مستقبل کی تلاش" کا ترجمہ و اقتباس ہوگا جس میں اس نے ایران، مصر، عرب، عراق و فلسطین وغیرہ ممالک اسلامی کی سیاحت کے بعد وہاں کی موجودہ اقتصادی زبوں حالی اور ان کے اسباب پر روشنی ڈالی ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ ان کا مستقبل کتنا روشن ہے اگر وہ ترقی کے صحیح راستہ کو جان لیں ۔

سالنامہ کا دوسرا حصہ اڈیٹر نگار کے قلم کا ہے جس میں پہلی جنگ کے بعد مسلم حکومتوں کے انقلاب کی تاریخ اور اس کے اسباب کو ظاہر کیا گیا ہے الغرض یہ سالنامہ، سیاسی، اقتصادی و تاریخی نقطۂ نظر سے ایسی مفید، دلچسپ اور پراز معلومات کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر طبقہ کے لئے ضروری ہے ۔

صرف سالنامہ کی قیمت دو روپے چار آنے ۔ ایجنٹوں کے لئے ڈیڑھ روپے اور سالانہ خریداروں کے لئے مفت ۔ سالانہ چندہ ہندوستان و پاکستان دونوں جگہ کے لئے مع مصارف رجسٹری ۹ روپے چار آنے ہے ۔

مینجر نگار لکھنؤ

اردو طلبا کے سرپرستوں کو شکایت

علیگڑھ ۔ حکومت یو۔پی نے تو اردو تعلیم دیے جانے کے بارے میں احکام جاری کر دیے ہیں لیکن افسوس کہ محکمہ متعلقہ ان احکام کو جامۂ عمل پہنانے سے برابر گریز کر رہے ہیں ۔ سرپرستوں کی خواہش کے باوجود مدرسین اردو پڑھانے پر تیار نہیں ہوتے اور نہ افسران تعلیم ان کی شکایتوں پر کوئی توجہ کرتے ہیں ۔

قصبہ پورواہ ضلع اناؤ میں اردو طلبا کے سرپرستوں نے پبلک پرائمری اسکولوں کے مدرسین سے درخواستیں کیں کہ ہمارے بچوں کو اردو میں تعلیم دی جائے لیکن ماسٹروں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اردو پڑھانے کا کوئی حکم نہیں ہے ۔

اس کے بارے میں شکایتی درخواستیں ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع اناؤ اور ڈائرکٹر تعلیمات کو بھیجی گئیں لیکن نہ ان کا کوئی جواب دیا گیا اور نہ مدرسین ہی کو کوئی ہدایت بھیجی گئی ۔

ان کے اس طرز عمل سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ افسر اور ماتحت دونوں اردو تعلیم دینے سے پرہیز کرتے ہیں ۔

کیا افسران تعلیم مہربانی کر کے یہ بتائیں گے کہ :-

(۱) اردو تعلیم جاری کرنے کے احکام اور نصاب تعلیم بابتہ سنہ ۵۱-۱۹۵۰ء مدارس کو بھیجے گئے یا نہیں ۔

(۲) اردو پڑھنے والوں کی تعداد دسمبر سنہ ۱۹۵۰ء میں کیا تھی اور اس میں کمی کے کیا اسباب ہیں ۔

امید ہے کہ افسران تعلیم توجہ کریں گے ۔

مصطفےٰ حسین سکریٹری

مدرسہ تعلیم الاسلام، پورواہ ۔ ضلع اناؤ

(قومی آواز)

پرچھائیں از مسٹر آصف علی گورنر اڑیسہ صفحات ۹۰ قیمت چار روپے مجلد ملنے کا پتہ انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ ۔ یو۔پی ۔

اڑیسہ کے گورنر سید آصف علی ہندوستان کے ایک بلند پایہ لیڈر اور ایک گہرے سیاسی مفکر ہیں اور عام لوگ آپ کو اسی حیثیت سے جانتے ہیں لیکن قدرت کی بخششیں ہیں کہ آپ ایک فلسفی، ایک مفکر، ایک ادیب اور انشا پرداز بھی ہیں اور متعدد کتابوں کے مصنف بھی ۔ زیر تبصرہ کتاب آپ نے قلعہ احمد نگر میں لکھی اور حقیقت یہ ہے کہ خوب لکھی اور نظم کو نثر کے قالب میں پیش کر کے ایک نئے ادب کا آغاز کیا ۔ "پرچھائیں" دراصل زندگی کے ایک دلچسپ پہلو کا عمیق فلسفیانہ مطالعہ ہے جس میں زندگی کی حرکتوں کی نہ صرف پرچھائیاں ہی نظر آئیں گی بلکہ حقیقت کا حسن اور جوہر حیات کا جمال بھی صاف دکھائی دے گا ۔ انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ کو اپنے دور جدید میں پہلی دفعہ اس کتاب کو شائع کرنے کا فخر حاصل ہوا ہے ۔

ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب ارباب ذوق میں کافی مقبولیت حاصل کریگی ۔ اور مصنف کے طرز نگارش کی داد دی جائیگی ۔

(الجمعیتہ)



ہماری زبان

انجمن کا پندرہ روزہ اخبار جس میں ملک میں اُردو زبان کی ترقی کی تحریک اور انجمن اور اُس کی شاخوں کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔ اس اخبار کے اجراء کا مقصد چونکہ صرف انجمن کے کام کی اشاعت ہے اس لئے قیمت برائے نام دو روپیہ سالانہ مقرر کی گئی ہے۔

اُردو ادب

انجمن کے سہ ماہی رسالہ کا نیا سلسلہ جو انجمن کے نئے دور کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ مضامین کا معیار وہی ہے جو تھا اور اُسے کو اور بھی بلند کیا جا رہا ہے۔ رسالہ میں لکھنے والے اُردو کے وہ ممتاز ادیب ہیں جن کا مقام علم و ادب کی دنیا میں مسلّم ہے۔

چندہ سالانہ دس روپیہ۔
ایک نمبر کی قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ

۱۔ پرچھائیں آصف علی صاحب گورنر اُڑیسہ کے قلم کا ایک ادبی شاہکار، فلسفہ حیات اور اُس کے حقائق شاعرانہ تخیل کے پردے میں۔
اعلیٰ قسم کے کاغذ پر، بہترین ٹائپ کی طباعت۔ قیمت چار روپیہ

۲۔ مشترکہ زبان "راشٹر بھاشا" کے سوال پر جو کچھ مہاتما گاندھی نے کہا اور لکھا، وہ سب ان اوراق میں جمع کر کے پیش کیا گیا ہے۔
ٹائپ کی اعلیٰ طباعت مرتبہ انجمن ترقی اردو۔ قیمت چار روپیہ آٹھ آنے

۳۔ یادگارِ حالی بیگم صالحہ عابد حسین کی مرتب کی ہوئی سوانح عمری جس میں حالی کی سیرت اور ان کی شاعری کے بہت دلچسپ پہلو واضح کئے گئے ہیں۔
قیمت چار روپیہ چار آنے

۴۔ حیاتِ سر سید مرتبہ مولوی نور الرحمٰن صاحب۔ سر سید کی زندگی پر ایک مختصر مگر جامع تبصرہ۔ قیمت تین روپیہ آٹھ آنے۔

عنقریب شائع ہونے والی کتابیں

حیاتِ اجمل۔ حکیم اجمل خاں مرحوم کی سوانح حیات جسے قاضی عبد الغفار نے مرتب کیا ہے۔

مذہب اور دھرم۔ انسان کی مذہبی اور اخلاقی زندگی کے متعلق مہاتما گاندھی کے نظریات اور عقاید کا ایک صحیح خاکہ اُن ہی کے الفاظ میں

ایک مشرقی کتب خانہ۔ ترجمہ از مبارز الدین رفعت صاحب

اسلامی فنِ تعمیر

نفسیاتِ افواہ۔ مقصود ولی الرحمٰن صاحب

کچھ زر کی بابت۔ ابو سالم صاحب ایم۔ اے

فلاسفی پر ہاکنگ کی کتاب کا ترجمہ۔ از خان بہادر ظفر حسین خاں صاحب

مضامین پنڈت کشن پرشاد کول صاحب۔

باہتمام عزیز حسن منیجر مسلم یونیورسٹی پریس علی گڈھ چھپا اور قاضی عبد الغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اُردو علی گڈھ سے شائع کیا۔